© rasailojaraid.com

لال مسجد شہداء کے ورثا کو دیت نہ دینے پر عدالت برہم

مرزا عبدالقدوس

۲/اکتوبر ۲۰۰۷ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے اسلام آباد انتظامیہ اور وفاق کو حکم دیا تھا کہ جولائی ۲۰۰۷ء میں رونما ہونے والے سانحہ لال مسجد و جامعہ حفصہ کے شہدا کے ورثا کو دیت دی جائے اور شہید کی گئی جامعہ حفصہ کو تعمیر کیا جائے اور اس سانحہ کے ذمہ داران کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے۔ ساڑھے چار سال گزرنے کے باوجود متعلقہ حکام نے ابھی تک اس فیصلے پر عمل درآمد نہیں کیا اور لال مسجد کے وکیل طارق اسد ایڈووکیٹ کے مطابق، عدالت کو مسلسل گمراہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ عدالت کے واضح احکامات کے باوجود نہ ایف آئی آر درج ہوئی اور نہ لال مسجد کے شہدا کے ورثا کو دیت ادا کی گئی ہے۔ ان دنوں یہ کیس ایک بار پھر ملک کی اعلیٰ ترین عدالت یعنی سپریم کورٹ آف پاکستان میں زیرِ سماعت ہے۔

وفاق پاکستان اور اسلام آباد انتظامیہ کی جانب سے ڈپٹی اٹارنی جنرل نے یہ مؤقف پیش کیا ہے کہ عدالت کے حکم کے مطابق سانحہ لال مسجد میں شہید ہونے والے معصوم افراد کو دیت کی رقم بیس لاکھ ادا کر دی گئی ہے۔ یہ معصوم افراد صرف تین تھے، جن میں سے ایک کا تعلق میڈیا سے تھا اور دو راہ گیر تھے۔ یہ تینوں افراد مسجد اور جامعہ کی حدود سے باہر سڑک پر شہید ہوئے، جبکہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے گیارہ افراد بھی شہید ہوئے تھے، ان کے ورثا کو بھی معاوضہ ادا کر دیا گیا ہے۔ انتظامیہ نے اس مؤقف کا اظہار کیا کہ جامعہ حفصہ اور لال مسجد کے اندر ایک سو سے زائد افراد مارے گئے، وہ دہشت گرد تھے اور معصوم نہیں تھے، اس لیے ان کے ورثا کو دیت/معاوضے کی ادائیگی نہیں کی۔ جس پر عدالت نے برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان افراد کے خلاف جن میں معصوم اور کم سن بچیاں بھی شامل ہیں اور مولانا عبدالعزیز کی اسّی سالہ بوڑھی والدہ بھی شامل ہیں، کن جرائم میں مقدمات درج ہیں، اور اگر ان شہید ہونے والوں میں سے کسی کے خلاف کسی بھی جرم میں کوئی ایف آئی آر درج ہے تو عدالت کے سامنے اس کے جرائم کا ریکارڈ کیوں پیش نہیں کیا جاتا اور تمام لوگوں کو بغیر کسی ثبوت کے مسلسل کیوں دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے؟

اس وقت تھانہ آب پارہ اسلام آباد میں باون شہدا کے ورثا کی جانب سے ایف آئی آر کے اندراج کے لیے درخواستیں جمع کرائی گئی ہیں۔ ابتدا میں صرف بارہ شہدا کے ورثا نے وفاق المدارس پاکستان کے مرکزی ترجمان مولانا عبدالقدوس محمدی اور عبدالقیوم ایڈووکیٹ کی وساطت سے ایف آئی آر کے اندراج کے لیے درخواستیں جمع کرائی تھیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا محمدی کے مطابق اب اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور جمعہ کو مزید چودہ شہدا کے ورثا نے ان سے ایف آئی آر کے اندراج کے لیے رابطہ کیا ہے۔ جن افراد کو سانحہ لال مسجد و جامعہ حفصہ میں ظالمانہ آپریشن کا تھانہ آب پارہ میں جمع کرائی درخواستوں میں ذمہ دار قرار دیا گیا ہے، ان میں اس وقت کے صدر ڈکٹیٹر پرویز مشرف، راولپنڈی کے اس وقت کے کور کمانڈر طارق مجید، ڈی جی رینجرز مہدی، قائم مقام آئی جی اسلام آباد شاہد ندیم بلوچ، چیف کمشنر اسلام آباد اور ڈپٹی کمشنر اسلام آباد جیسے انتظامی افسران کے علاوہ وزیر اعظم شوکت عزیز، وزیر داخلہ آفتاب شیر پاؤ، عمومی طور پر وفاقی کابینہ اور چودھری شجاعت حسین کا نام بھی شامل ہے کہ ان کو بھی شاملِ تفتیش کر کے اصل مجرموں کے بارے میں ملعومات حاصل کی جائیں۔ وفاق پاکستان نے اس پر گزشتہ سماعت کے موقع پر اس مؤقف کا اظہار کیا تھا کہ افواج پاکستان کے خلاف ایف آئی آر کا اندراج نہیں ہوسکتا، اس لیے مقدمات درج نہیں کیے جا رہے۔ جمعہ کے روز دوران سماعت متاثرین کے وکلا نے بتایا کہ انہوں نے کور کمانڈر راولپنڈی کا نام حذف کر دیا ہے اور پرویز مشرف نے صدر پاکستان کے طور پر چونکہ اس آپریشن کا حکم جاری کیا اور اس کی گواہی چودھری شجاعت حسین، قاری حنیف جالندھری اور دیگر علما جو آپریشن کی رات آخری مرحلے تک مذاکرات میں شریک تھے، نے دی ہے۔ لہٰذا پرویز مشرف کا بڑے مجرم کے طور پر نام شامل کیا گیا ہے۔ ان سب کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے۔

اب اس کیس کی سماعت دو ہفتے کے لیے ملتوی کر دی گئی ہے اور معزز بنچ نے حکم دیا ہے کہ اگلی سماعت پر اس وقت کے قائم مقام آئی جی اسلام آباد شاہد ندیم بلوچ بذات خود عدالت میں پیش ہو کر جامع رپورٹ پیش کریں کہ لال مسجد میں سرکاری اعداد وشمار کے مطابق شہید ہونے والے ۱۰۳ خواتین وحضرات اور طالبات کون تھیں۔ اگر یہ سب دہشت گرد تھے تو ان کے جرائم کیا تھے۔ ان پر ماضی میں درج کرائے گئے مقدمات کی تفصیل کیا ہے اور کن وجوہات پر انہیں مجرم گردانتے ہوئے دیت کی رقم ان کے ورثا کو نہیں دی جا رہی۔

طارق اسد ایڈووکیٹ جو سب سے پہلے یہ مقدمہ لے کر معزز عدالت میں گئے ان کے مطابق، انتظامیہ جتنا بھی لیت ولعل سے کام لے آخر انہیں عدالت کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے ایف آئی آر درج کرنا پڑے گی اور مجرم ضرور اسی عدالت کے کٹہرے میں بہت جلد کھڑے نظر آئیں گے۔ وفاق المدارس پاکستان کے مرکزی ترجمان مولانا عبدالقدوس محمدی کے مطابق، انتظامیہ معاملات کو گڈ مڈ کرنے کی پالیسی اختیار کیے ہوئے ہے۔ عدالت جب دیت کی ادائیگی اور ایف آئی آر کے اندراج پر اس کی جواب طلبی کر رہی تھی اور اس سوال کا جواب طلب کیا جا رہا تھا کہ سی ڈی اے نے عدالت کے واضح احکامات اور وعدے کے باوجود جامعہ حفصہ کیوں اسی جگہ پر تعمیر نہیں کی، تو ڈپٹی اٹارنی جنرل نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ مولانا عبدالعزیز نے عدالت سے باہر انتظامیہ سے معاہدہ کر لیا ہے اور چند کنال اراضی کی جگہ جو جامعہ حفصہ کی تھی، سے دستبردار ہو کر بیس کنال اراضی سیکٹر ایچ الیون میں لے لی ہے، جس کی مالیت کروڑوں روپے میں ہے، اس طرح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا عبدالعزیز نے بھی توہینِ عدالت کی ہے۔ وفاق پاکستان کے نمائندے نے یہ تاثر دینے کی کوشش بھی کہ بیس کنال اراضی کی ملکیت یا رجسٹری نام کرانے پر جامعہ حفصہ یعنی مولانا عبدالعزیز/اُمِّ حسّان اور وفاق المدارس پاکستان کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ بنچ کے ایک معزز رکن نے وفاق کے نمائندے کو تنبیہ کی کہ وہ معاملات کو گڈ مڈ کرنے کی کوشش نہ کریں، فی الحال ان سوالات کا جواب دیں جو ان سے طلب کیے جارہے ہیں۔

خطیب لال مسجد مولانا عبدالعزیز کا اس بارے میں مؤقف یہ رہا ہے کہ انہوں نے کسی نئی محاذ آرائی سے گریز کی خاطر جامعہ حفصہ کی اصل جگہ چھوڑ کر ایچ الیون میں جگہ لینا منظور کیا۔ ان کو انتہائی مجبور کیا گیا تھا، کیونکہ وفاقی وزارت داخلہ کی جانب سے کہا گیا کہ لال مسجد سے متصل جگہ کے علاوہ وہ کہیں بھی جامعہ حفصہ کے لیے جگہ پسند کرلیں، انہیں دے دی جائے گی۔ جب ان کی بات نہیں سنی جارہی تھی اور عدالتی فیصلے پر بھی برسوں عمل نہ ہوا تو طالبات کو مزید دینی تعلیم سے محروم ہونے سے بچانے کے لیے انہوں نے نئی جگہ قبول کی اور اب معاملات کو دوسرا رخ دیا جارہا ہے کہ انہوں نے ڈیل کی، جو انتہائی قابل افسوس ہے۔

وفاق المدارس پاکستان کے مرکزی ترجمان عبدالقدوس محمدی کے مطابق انتظامیہ کا یہ تاثر دینا کہ مولانا عبدالعزیز اور وفاق کے درمیان جامعہ حفصہ کی جگہ کی ملکیت پر کوئی تنازعہ یا اختلاف ہے، بالکل بے بنیاد اور گمراہ کن پروپیگنڈہ ہے۔ وفاق مولانا عبدالعزیز کی مکمل حمایت کررہا ہے اور اس کا مؤقف ہے کہ یہ تنازعہ قانون کے مطابق مولانا عبدالعزیز کی خواہش کے مطابق حل ہونا چاہیے۔

(مطبوعہ: روزنامہ ''اُمّت'' کراچی۔ ۲۶رمئی ۲۰۱۲ء)

☆☆☆

© rasailojaraid.com